

حیوانات کی حلت و حرمت: فقہاء کی آراء اور علم حیوانات کی روشنی میں

ڈاکٹر حافظ مبشر حسین ☆

حیوانات کی حلت و حرمت پر بنیادی فقہی قواعد:

حیوانات کی حلت و حرمت کے سلسلہ میں فقہاء نے قرآن و سنت سے جو اصول/ضوابط اخذ

کئے ہیں ان سب کا خلاصہ درج ذیل پانچ اصول ہیں:

- ۱۔ جن حیوانات کی حرمت صراحتاً ان کا نام لے کر قرآن میں کر دی گئی وہ حرام ہیں۔
- ۲۔ جن حیوانات کی حرمت کسی قاعدہ اور ضابطے کی صورت میں قرآن میں کر دی گئی وہ بھی حرام ہیں۔
- ۳۔ جن حیوانات کی حرمت صراحتاً ان کا نام لے کر سنت میں کر دی گئی وہ حرام ہیں۔
- ۴۔ جن حیوانات کی حرمت کسی قاعدہ اور ضابطے کی صورت میں سنت میں کر دی گئی وہ بھی حرام ہیں۔
- ۵۔ مذکورہ بالا چاروں صورتوں کے علاوہ باقی سب حیوانات حلال ہیں۔ (۱)

ذیل میں ان اصول و قواعد کی کچھ ضروری تفصیل درج کی جائے گی اور اس کے بعد ان کے اطلاقات کے سلسلہ میں علم حیوانات (zoology) کی روشنی میں کچھ نئے مسائل کو زیر بحث لایا جائے گا۔

قرآن سے اخذ کردہ پہلا اصول (قاعدہ نمبر ۱):

قرآن مجید میں چار مقامات پر خنزیر کے نام کی صراحت کے ساتھ اس کی حرمت (یعنی حرام لذات) کا ذکر ملتا ہے، اور اس پر فقہاء امت کا اتفاق بلکہ اجماع ہے کہ یہ اپنی تمام اقسام اور اپنے تمام اجزاء سمیت حرام ہے، ماسوا حالت اضطرار کے۔ اس سلسلہ کی متعلقہ آیات ملاحظہ ہوں:

(۱) ﴿انما حرم علیکم المیتۃ والدم ولحم الخنزیر وما اهل به لغیر

اللہ ط فممن اضطر غیر باغ ولا عاد فلا اثم علیہ ط ان اللہ غفور

رحیم﴾ (۲)

شہد الانام بفضلہ حتی العدی ☆ والفضل ما شہدت بہ الاعداء

اللہ کی طرف سے اگر کوئی پابندی تم پر ہے تو وہ یہ ہے کہ مردار نہ کھاؤ خون سے اور سور کے گوشت سے پرہیز کرو اور کوئی ایسی چیز نہ کھاؤ جس پر اللہ کے سوا کسی اور کا نام لیا گیا ہو۔ ہاں جو شخص مجبوری کی حالت میں ہو اور وہ ان میں سے کوئی چیز کھالے بغیر اس کے کہ وہ قانون شکنی کا ارادہ رکھتا ہو یا ضرورت کی حد سے تجاوز کرے تو اس پر کچھ گناہ نہیں اللہ بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔

﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخَنزِيرِ وَمَا اَهْلُ لَغَيْرِ اللَّهِ بِهِ﴾ (۳)
تم پر حرام کیا گیا مردار خون سور کا گوشت وہ جانور جو خدا کے سوا کسی اور کے نام پر ذبح کیا گیا ہو۔

﴿قُلْ لَا اَجِدُ فِي مَا اُوْحِيَ اِلَيَّ مُحَرَّمًا طَاعِمًا يَطْعَمُهُ اِلَّا اَنْ يَكُونَ مَيْتَةً اَوْ دَمًا مَسْفُوحًا اَوْ لَحْمَ خَنزِيرٍ فَاِنَّهُ رَجَسٌ اَوْ فِسْقًا اَهْلُ لَغَيْرِ اللَّهِ بِهِ ط فَمَنْ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَلَا عَادِ فَانْ رُبَكَ غَفُورٌ رَحِيمٌ﴾ (۴)
اے نبی ﷺ ان سے کہو کہ جو وحی میرے پاس آئی ہے اس میں تو میں کوئی چیز ایسی نہیں پاتا جو کسی کھانے والے پر حرام ہو الا یہ کہ وہ مردار ہو یا بہایا ہوا خون ہو یا سور کا گوشت ہو کہ وہ ناپاک ہے یا فسق ہو کہ اللہ کے سوا کسی اور کے نام پر ذبح کیا گیا ہو۔ پھر جو شخص مجبوری کی حالت میں (کوئی چیز ان میں سے کھالے) بغیر اس کے کہ وہ نافرمانی کا ارادہ رکھتا ہو اور بغیر اس کے کہ وہ حد ضرورت سے تجاوز کرے تو یقیناً تمہارا رب درگزر سے کام لینے والا اور رحم فرمانے والا ہے۔

﴿اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخَنزِيرِ وَمَا اَهْلُ لَغَيْرِ اللَّهِ

بِهِ ط فَمَنْ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَلَا عَادِ فَانْ اللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ﴾ (۵)
اللہ نے جو کچھ تم پر حرام کیا ہے وہ مردار اور خون اور سور کا گوشت اور وہ جانور جس پر اللہ کے سوا کسی اور کا نام لیا گیا ہو۔ البتہ بھوک سے مجبور اور بے قرار ہو کر اگر کوئی ان چیزوں کو کھالے بغیر اس کے کہ وہ قانون الہی کے خلاف ورزی کا خواہش مند ہو یا حد ضرورت سے تجاوز کا مرتکب ہو تو یقیناً اللہ معاف کرنے اور رحم فرمانے والا ہے۔

بہتر آن باشد کہ سرد لبران ☆ گفتہ آید در حدیث دیگران

قرآن مجید کی مذکورہ بالا آیات میں خنزیر کے گوشت (لحم الخنزیر) کی حرمت کا ذکر کیا گیا ہے جس سے بادی النظر میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ آیا گوشت کے علاوہ باقی اجزاء بھی اس حرمت میں شامل ہیں یا نہیں اس سلسلہ میں علماء نے بالاتفاق یہ موقف اختیار کیا ہے کہ گوشت کے ساتھ باقی اجزاء بھی حرمت میں شامل ہیں۔ (۶) بلکہ اس بات پر کہ خنزیر اپنے جملہ اجزاء کے ساتھ حرام ہے اجماع کا دعویٰ بھی کیا گیا ہے۔ (۷) مگر فقہ جنبل کی معروف کتاب مطالب اولیٰ النہی میں امام داؤد ظاہری (۸) کے بارے میں یہ چونکا دینے والی رائے دی گئی ہے:

ولحم الخنزیر کذلک بخلاف شحمہ لقول الامام (داؤد)
الظاہری بحلہ ای الشحم ونحوہ لان القرآن صریح فی اللحم
فقط فان الانسان لو حلف لا یاکل لحما فاکل نحو الشحم لا
یحث۔ (۹)

اسی طرح خنزیر کا گوشت (بھی نص قرآنی سے حرام ہے) بخلاف خنزیر کی چربی کے جیسا کہ امام داؤد ظاہری کا خیال ہے کہ خنزیر کی چربی وغیرہ (یعنی گوشت کے علاوہ اجزاء) حلال ہیں کیونکہ قرآن کریم میں صرف گوشت کی (حرمت کی) صراحت ہے لہذا اگر کوئی شخص یہ قسم کھائے کہ وہ گوشت نہیں کھائے گا پھر وہ چربی وغیرہ کھالے تو اس سے اس کی قسم نہیں ٹوٹے گی۔

اسی طرح علامہ آلوسی نے بھی اس سلسلہ میں تمام فقہاء ظاہریہ کا یہی موقف بیان کیا ہے جیسا کہ آپ لکھتے ہیں:

خص اللحم بالذکر مع ان بقية اجزائه ايضا حرام خلافا للظاهرية
لانه معظم ما يؤکل من الحيوان وسائر اجزائه کالتابع له۔ (۱۰)
یہاں (خنزیر کے) گوشت کا خاص اس لئے ذکر کیا گیا حالانکہ اس کے بقیہ اجزاء بھی حرام ہیں لیکن فقہاء ظاہریہ اس بات کے مخالف ہیں کیونکہ یہ کسی بھی حیوان کا بنیادی حصہ ہوتا ہے اور بقیہ اجزاء گوشت کے تابع کی حیثیت رکھتے ہیں۔

مگر فقہاء ظاہریہ کے بارے میں یہ رائے کسی غلط فہمی پر مبنی ہے بالخصوص اس لئے کہ ظاہریوں کے معروف امام ابن حزم نے اس سلسلہ میں بڑی صراحت کے ساتھ لکھا ہے کہ خنزیر اپنے جملہ اجزاء کے ساتھ حرام ہے نیز انہوں نے اس کی حرمت پر اجماع کا دعویٰ بھی کیا ہے چنانچہ آپ لکھتے ہیں:

کل يوم هو فی شان ☆ هر روز کہ می آید کار خور را می آرد

واتفقوا ان الخنزیر ذکرہ و انشاء صغیرہ و کبیرہ حرام لحمہ و
شحمہ و عصبہ و مخہ و غضروفہ و دماغہ و حشوتہ و جلدہ
حرام کل ذلک۔ (۱۱)

اہل علم کا اس بات پر اتفاق ہے کہ خنزیر حرام ہے خواہ مذکر ہو یا مؤنث اور خواہ چھوٹا
ہو یا بڑا۔ یہی حکم اس کے گوشت چربی پٹھوں گودے پتلی ہڈیوں مغز انتڑیوں
پیٹ کے اندر کی تمام چیزوں اور چمڑے کا ہے یعنی یہ سب کچھ حرام ہے۔

اگر داؤد ظاہری یا کسی اور معروف عالم کی اس سلسلہ میں کوئی مختلف رائے ہوتی تو ابن حزم
لازمًا اسے نقل کرتے اور اس کی تردید و تغلیظ بھی فرماتے۔

قرآن سے اخذ کردہ دوسرا اصول (قاعدہ نمبر ۲):

جمہور فقہاء اہل سنت نے حیوانات کی حرمت کے سلسلہ میں قرآن مجید سے دوسرا اصول یہ
اخذ کیا ہے کہ تمام خبیث حیوانات حرام ہیں۔ اس اصول کی دلیل قرآن مجید کی درج ذیل آیت ہے:

﴿وَحِلَّ لَهُمُ الطَّيِّبَاتُ وَحَرَّمَ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثُ﴾ (۱۲)

تاہم یہ واضح رہے کہ اس اصول کی اصولی و اطلاقی دونوں حیثیتوں پر مختلف پہلوؤں سے فقہاء
کا اختلاف رائے موجود ہے مثلاً یہ کہ خبیث اور طیب کا فیصلہ عقل کرے گی یا شارح؟ اگر عقل یہ فیصلہ
کرے گی تو آیا اس میں معیار عقل عرب معاشرہ ہو گا یا مجموعی انسانی عقل (۱۳) وغیرہ؟

تاہم جمہور فقہاء اس اصول کی اصولی حیثیت کو تسلیم کرتے ہیں چنانچہ اس اصول کے پیش نظر
انہوں نے حشرات کو حرام قرار دیتے ہوئے ایک دلیل یہ پیش کی ہے کہ حشرات خبائث میں سے ہیں اس بنیاد
پر کہ طبايع سلیمہ ان سے نفرت کرتی ہیں اور خبائث کو قرآن مجید میں حرام قرار دیا گیا ہے لہذا یہ حرام ہیں، تاہم
نڈی (locust) کو حدیث احلت لنا میتان کی بنیاد پر اس حرمت سے مستثنیٰ قرار دیا گیا ہے۔ (۱۴)

اسی طرح جمہور فقہاء کے نزدیک وہ پرندے جو مردار خور ہیں یا ان کی خوراک کا بڑا حصہ مردار
پر مشتمل ہے جیسے بڑا سیاہ کوا اور نسر گدھ وغیرہ یہ بھی مذکورہ اصول کی روشنی میں خبیث ہونے کی بنا پر حرام
قرار دیئے گئے ہیں۔ (۱۵)

کل شیء یرجع الی اصلہ ہر کسی کو دور زمانہ از اصل خویش باز جوید روزگار و صل خویش

سنت سے اخذ کردہ اصول (قاعدہ نمبر ۳):

حیوانات کی حرمت کے سلسلہ میں فقہاء نے قرآن مجید کی طرح سنت سے بھی دو طرح کے اصول اخذ کئے ہیں، گوکہ قرآن کے پہلے اصول کے برعکس ان دونوں اصولوں کی اصولی اور اطلاقی حیثیتوں پر خاصا فقہی اختلاف رائے بھی موجود ہے۔ اس فقہی اختلاف سے قطع نظر جہاں تک پہلے اصول کا تعلق ہے تو وہ یہ ہے کہ جن حیوانات کو ان کے نام کی صراحت کے ساتھ سنت میں حرام قرار دیا گیا ہے، وہ حرام ہیں، جیسے بعض فقہاء کے نزدیک گدھے، گھوڑے اور خچر کی حرمت کی ایک دلیل وہ احادیث ہیں جن میں ان کا نام لے کر انہیں حرام قرار دیا گیا ہے ان میں سے دو احادیث درج ذیل ہیں:

۱۔ عن خالد بن الولید رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم نہی عن اکل لحوم الخیل والبغال والحمیر۔ (۱۶)

حضرت خالد بن ولیدؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے گھوڑے خچر اور گدھے کے گوشت کھانے سے منع فرمایا ہے۔

۲۔ عن جابر قال نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن لحوم

الحمیر الاہلیۃ والخیل والبغال۔ (۱۷)

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے گھوڑے خچر اور گدھے کے گوشت کھانے سے منع فرمایا ہے۔

علاوہ ازیں فقہاء شافعیہ اور حنابلہ کے بقول شارع نے جس جانور یا پرندے کا نام لے کر اسے مار دینے کا حکم دیا ہے جیسے کواخیل، کچھوچھو یا وغیرہ یا جس کے مارنے سے منع کیا ہے مثلاً جیسے شہد کی مکھی بدھدا اور صدوغیرہ وہ بھی زیر نظر اصول کی رو سے حرام قرار پائیں گے۔ (۱۸)

سنت سے اخذ کردہ دوسرا اصول (قاعدہ نمبر ۴):

سنت سے اخذ کردہ دوسرا اصول اس سلسلہ میں یہ ہے کہ جو حیوانات درندہ صفت ہیں وہ بھی حرام ہیں۔ اس ضابطہ/ اصول کو جمہور فقہاء یعنی حنفیہ (۱۹)، شافعیہ (۲۰)، حنابلہ (۲۱) اور ظاہریہ (۲۲) نے اختیار کیا ہے اور اس کا اطلاق کرتے ہوئے کچلی سے شکار کرنے والے تمام جانوروں کو حرام قرار دیا

ہے خواہ وہ وحشی ہوں جیسے شیر جیتا بھیر یا وغیرہ یا پالتو جیسے کتا وغیرہ۔ اس اصول کی تائید میں جمہور فقہاء نے درج ذیل احادیث سے استدلال کیا ہے:

۱۔ عن ابی ثعلبة الخشنی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہی عن اکل ذی ناب من السباع۔ (۲۳)
حضرت ابو ثعلبہ الخشنیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے درندوں میں سے کچلی والوں کے کھانے سے منع فرمایا ہے۔

۲۔ عن ابن عباس قال نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن کل ذی ناب من السباع وعن کل ذی مخلب من الطیر۔ (۲۴)
حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے درندوں میں سے کچلی والوں اور پرندوں میں سے پنچے والوں (کے کھانوں) سے منع فرمایا ہے۔

۳۔ عن ابی ہریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: کل ذی ناب من السباع فاکلہ حرام۔ (۲۵)
حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: درندوں میں سے ہر کچلی والے کو کھانا حرام ہے۔

۴۔ عن ابی ہریرۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم حرم کل ذی ناب من السباع۔ (۲۶)
حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے درندوں میں سے ہر کچلی والے (کے کھانے) کو حرام فرمایا ہے۔

۵۔ عن جابر قال حرم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعنی یوم خیبر الحمر الانسیۃ ولحوم البغال وکل ذی ناب السباع وذی مخلب من الطیر۔ (۲۷)

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جنگ خیبر کے موقع پر پالتو گدھوں اور خچروں کے گوشت اور درندوں میں سے ہر کچلی والے اور پرندوں میں سے ہر پنچہ والے (کے کھانے) کو حرام قرار دیا ہے۔

فلک بہ مردم نادان و حد زمام مراد ☆..... تو اہل فضلی و دانش، ہمیں گناہت بس

۶۔ عن المقدم بن معدی کرب عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

قال: الا لا يحل ذوناب من السباع ولا الحمار الاہلی۔ (۲۸)

حضرت مقدم بن معدی کربؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

آگاہ رہو! کچلی والے درندے اور پالتو گدھے حلال نہیں ہیں۔

ان احادیث میں کچلی (Canine) سے شکار کرنے والے گوشت خور جانوروں کے لئے ذوناب من السباع کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں اس لئے کہ کچلی کو عربی میں ناب کہتے ہیں جس کی جمع انیاب آتی ہے۔ یہ دانت رباعیدانتوں کے اطراف میں واقع ہوتے ہیں (۲۹) اور شکار کرنے یا چیر پھاڑ کرنے والے جانور جنہیں درندہ صفت یا گوشت خور جانور کہا جاتا ہے کہ عربی میں سباع کہتے ہیں جو سبج کی جمع ہے (ب) کی پیش کے ساتھ۔ (۳۰)

فقہاء کے نزدیک ذوناب من السباع سے مراد ہے وہ کچلی والے درندہ صفت جانور جو انسانوں یا دوسرے جانوروں پر اپنی کچلیوں کے ساتھ حملہ آور ہوتے ہیں اور انہیں اپنا شکار بنا کر کھاتے ہیں مثلاً شیر بھیڑ یا چیتا اور ان سے ملتے جلتے کچلی والے درندے اور کچلی والے وہ جانور جو اپنی کچلیوں سے شکار نہیں کرتے وہ اس میں شامل نہیں ہے۔ (۳۱)

اس کی ایک بہترین مثال کچلی والا ہرن بھی ہے۔ اس ہرن کی کچلیاں تو ہوتی ہیں مگر یہ ان کچلیوں سے شکار نہیں کرتا کیونکہ یہ شکاری جانور نہیں ہے۔ (۳۲)

اسی طرح حدیث میں گوشت خور شکاری پرندوں کے لئے ذوخلب کی اصطلاح استعمال ہوئی ہے۔ خلب کا لغوی معنی تو ناخن ہے خواہ یہ ناخن جانور کا ہو یا پرندے کا اور خواہ وہ جانور اور پرندہ اس ناخن سے شکار کرتا ہو یا نہ کرتا ہو۔ (۳۳) جبکہ فقہی اصطلاح میں ذوخلب سے مراد صرف وہ شکاری یا وحشی پرندہ ہے جو اپنے ناخن سے شکار کرتا ہے یعنی پرندوں میں سے درندہ صفت پرندہ۔ (۳۴) اس لئے مرغ چڑیا کیوتر اور اسی طرح کے وہ پرندے جو پنچے سے شکار نہیں کرتے انہیں (فقہی اصطلاح میں) ذوخلب قرار نہیں دیا جائے گا۔ (۳۵)

درندہ صفت حیوانات کے بارے میں مالکی فقہاء کا موقف:

زیر بحث اصول کے سلسلہ میں فقہاء مالکیہ کے ہاں تین طرح کے اقوال پائے جاتے ہیں:

لا یلذغ المومن من جحر مرتین، عاقل یک بارفریب می خورد، مومن از یک سوراخ دو بار گزیدہ نمی شود

علمی و تحقیقی مجلہ فقہ اسلامی ﴿ ۴۳ ﴾ شوال المکرم ۱۴۳۴ھ ☆ اگست ۲۰۱۳ء

۱۔ یہ سب مکروہ (تہزیبی) ہیں، جیسا کہ ابن القاسم نے امام مالکؒ سے یہی روایت کیا ہے اور یہی رائے مالکیہ میں مشہور ہے۔

۲۔ جو حملہ آور ہوتے ہیں مثلاً شیر چیتا بھیڑ وغیرہ یہ حرام ہیں اور ان کے علاوہ دوسرے سباع مثلاً بچہ لومڑ اور بچو وغیرہ مکروہ ہیں۔

۳۔ یہ سب حرام ہیں۔ (۳۶)

اگرچہ مالکیہ میں درندوں کے بارے میں اوپر مذکور تین آراء میں سے پہلی رائے زیادہ مشہور ہے مگر مالکیہ میں فقہاء کی ایک جماعت اس سلسلہ میں تیسری رائے سے اتفاق کرتی ہے۔ موطا سے بھی بظاہر اسی تیسری رائے کی تائید ہوتی ہے۔ اس لئے کہ امام مالکؒ نے اس سلسلہ میں موطا میں یہ عنوان قائم کیا ہے:

باب تحریم اکل کل ذی ناب من السباع

یعنی درندوں میں سے تمام کچلی والوں کے کھانے کی حرمت کا بیان۔

اور اس کے تحت دو حدیثیں درج کی ہیں جن سے اس عنوان کی واضح طور پر تائید ہوتی ہے بلکہ ان احادیث کے نقل کرنے کے بعد امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ وہو الامر عندنا۔ (ہمارے ہاں بھی اسی پر عمل ہے۔) (۳۷)

امام قرطبی نے اپنی تفسیر میں امام مالکؒ سے درندوں کے بارے میں دو قول نقل کئے ہیں ایک یہ کہ یہ حرام ہیں اور دوسرا یہ کہ یہ مکروہ ہیں۔ اور پھر انہوں نے پہلے قول کو یہ کہتے ہوئے صحیح قرار دیا ہے کہ:

وهو الصحيح من قول علی مافی الموطا.

یہی قول صحیح ہے اس لئے کہ موطا میں اسی طرح ہے۔

نیز موصوف فرماتے ہیں کہ امام مالکؒ نے موطا میں درندوں کی حرمت پر باب قائم کیا ہے پھر اس کے تحت ان کی حرمت کے بارے میں حدیث نقل کی ہے اور اس کے بعد یہ کہا ہے کہ اسی پر ہمارے ہاں عمل ہے۔ اس سے وہ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ درندوں کی حرمت کی حدیث اور عمل اہل مدینہ میں یکسانیت ہے۔ (۳۸) تاہم جن مالکی فقہاء نے درندہ صفت حیوانات کو مباح/حلال قرار دیا ہے، انہوں نے اپنے موقف کی تائید میں درج ذیل آیت سے استدلال کیا ہے:

﴿قُلْ لَا أُجِدُّ فِي مَا أُوحِيَ إِلَيَّ مُحَرَّمًا عَلَى طَاعِمٍ يَطْعَمُهُ إِلَّا أَنْ

يَكُونَ مِيتَةً أَوْ دَمًا مَسْفُوحًا أَوْ لَحْمَ خَنزِيرٍ فَإِنَّهُ رِجْسٌ أَوْ فِسْقًا

گرتو سنگ خارہ مرمر شوی چون بصاحب دل رسی گوہر شوی

اهل لغیر اللہ بہ ط فمّن اضطر غیر باغ ولا عاد فان ربک غفور

رحیم۔ (۳۹)

اے نبی ﷺ ان سے کہو کہ جو وحی میرے پاس آئی ہے اس میں تو میں کوئی چیز ایسی نہیں پاتا جو کسی کھانے والے پر حرام ہو الا یہ کہ وہ مردار ہو یا بہایا ہو خون ہو یا سور کا گوشت ہو کہ وہ ناپاک ہے یا فسق ہو کہ اللہ کے سوا کسی اور کے نام پر ذبح کیا گیا ہو۔ پھر جو شخص مجبوری کی حالت میں (کوئی چیز ان میں سے کھالے) بغیر اس کے کہ وہ نافرمانی کا ارادہ رکھتا ہو اور بغیر اس کے کہ وہ حد ضرورت سے تجاوز کرے تو یقیناً تمہارا رب درگزر سے کام لینے والا اور رحم فرمانے والا ہے۔

اس آیت سے یہ استدلال کیا گیا ہے کہ جو چیزیں اس آیت میں شمار نہیں کی گئیں انہیں حرام قرار نہیں دیا جائے گا۔ چنانچہ امام قرطبیؒ اس سلسلہ میں ان مالکی فقہاء جنہوں نے اس آیت سے اپنی تائید کے لئے استدلال کیا ہے کا موقف نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

ولهذا قلنا ان لحوم السباع وسائر الحيوان ما سوى الانسان

والخنزير مباح۔ (۴۰)

اسی لئے ہم (مالکی) کہتے ہیں کہ انسان اور خنزیر کے علاوہ باقی درندوں اور جانوروں کا گوشت مباح ہے۔ اور وہ بعض مالکی فقہاء جو درندوں کو مکروہ کہتے ہیں ان کی دلیل یہ ہے کہ سورۃ الانعام کی آیت ۱۴۵ میں درندوں کے گوشت کی حرمت کا ذکر نہیں ہے اس لئے اس سے تو ان کی اباحت ثابت ہوتی ہے جبکہ بعض احادیث میں ان کی حرمت کا ذکر موجود ہے جس سے ان کی حرمت ثابت ہوتی ہے مگر سلف میں ان کی حرمت یا اباحت کے بارے میں چونکہ اختلاف تھا اس لئے درندوں کو حرام یا مباح کہنے کی بجائے مکروہ قرار دیا جائے گا۔ (۴۱)

گزشتہ چار قاعدوں/ اصولوں کی استثنائی حالتیں:

گزشتہ سطور میں جو چار قاعدے/ اصول بیان کئے گئے ہیں ان کی کچھ استثنائی حالتیں بھی ہیں۔ ایک استثنائی حالت اضطرار ہے جس کا ذکر قاعدہ نمبر ایک کے تحت مذکورہ آیات میں موجود ہے اور یہ ایک عمومی نوعیت کا استثناء ہے جس کا اطلاق ہر حرام چیز پر ہوتا ہے جبکہ اس کے علاوہ باقی تین قواعد میں بھی

اگرچہ تو بیکار پتھر مر مر ہے لیکن کسی صاحب دل کے پاس پہنچے گا تو گوہر بن جائے گا

استثنائی صورتیں موجود ہیں جن کی تفصیل سے یہاں بغرض اختصار تعرض نہیں کیا جاسکتا البتہ اس سلسلہ میں بطور مثال ایک حدیث ذکر کی جاتی ہے:

عن عبد اللہ بن عمر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال
احسنت لکم میتتان و دمان فاما المیتتان فالحوت و الجراد و اما
الدمان فالکبد و الطحال۔ (۳۲)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمہارے
لئے دو مردار اور دو خون حلال کئے گئے ہیں۔ دو مردار یہ ہیں: ۱۔ مچھلی، ۲۔ مڈی
اور دو خون یہ ہیں: ۱۔ جگر، ۲۔ تلی۔

مردار اور خون قاعدہ نمبر ایک کے تحت حرام ہیں مگر اس حدیث میں مذکورہ چار چیزوں کو اس
حرمت سے مستثنیٰ قرار دیا گیا ہے۔ اسی طرح مڈی نمبر چار کے تحت زندہ حالت میں بھی حرام ہونی چاہیے تھی
مگر فقہاء مذکورہ حدیث ہی کی روشنی میں اسے زندہ اور مردہ ہر دو صورت میں بالاتفاق حلال قرار دیتے ہیں۔

زیر بحث موضوع پر زولوجی کی روشنی میں چند جدید مباحث:

گزشتہ سطور حیوانات کی حلت و حرمت پر فقہاء کی اصولی بحث پر مشتمل تھیں اور اس ضمن میں
چار بنیادی قواعد پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ اب یہاں ان چاروں فقہی قاعدوں اصولوں کے اطلاقات میں
جدید سائنس بالخصوص زولوجی کی روشنی میں کچھ مسائل کو اہل علم کی توجہ کے لئے زیر بحث لایا جا رہا ہے۔

۱۔ وہ حیوانات جن کے درندہ صفت ہونے میں اختلاف ہے:

بندر: جمہور فقہاء (۴۳) یعنی حنفیہ شافعیہ حنابلہ اور ظاہریہ (۴۴) کے نزدیک بندر حرام ہے
اور اس کی حرمت کے سلسلہ میں یہ فقہاء درج ذیل دلائل سے استدلال کرتے ہیں:

۱۔ امام شعبیؒ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بندر کا گوشت کھانے سے منع فرمایا ہے۔ (۴۵)
(یعنی گزشتہ مذکور اصولوں میں سے نمبر تین سے استدلال)

۲۔ یہ درندہ صفت جانور ہے لہذا ذناب من السباع کی حرمت سے متعلقہ احادیث کی بنیاد پر یہ حرام
ہے۔ (۴۶) (یعنی گزشتہ مذکور اصولوں میں سے نمبر چار سے استدلال)

وقت محنت می بری ز اللہ بو چونکہ محنت رفت گوئی راہ کو

علمی و تحقیقی مجلہ فقہ اسلامی ﴿۳۶﴾ شوال المکرم ۱۴۳۴ھ ☆ اگست ۲۰۱۳ء

۳۔ یہ خبیث جانوروں میں سے ہے کیونکہ بعض قوموں کو عذاب دینے کے لئے انہیں مخ گڑ کے بندروں میں تبدیل کر دیا گیا تھا۔ (۴۷) (یعنی گزشتہ مذکور اصولوں میں سے نمبر دو سے استدلال)

فقہاء مالکیہ کے ہاں بندر کی حلت و حرمت کے بارے میں چار اقوال ہیں: (۱) یہ حرام ہے۔

(۲) یہ مکروہ ہے۔ (۳) یہ مباح ہے۔ (۴) اگر یہ گھاس وغیرہ کھاتا ہے تو مباح ورنہ مکروہ ہے۔ (۴۸)

یعنی بندر کے بارے میں مالکیہ میں ایک رائے اس کی حرمت کی موجود ہے تاہم درندوں کے بارے میں فقہ مالکی میں عمومی رائے چونکہ حرمت کی نہیں ہے اس لئے ابن خطاب (۴۹) نے اس سلسلہ میں اباحت کے قول کو صحیح قرار دیا ہے جبکہ دسوقی نے اس کے مکروہ ہونے کے قول کو ترجیح دی ہے اور کہا ہے کہ یہی امام مالک اور ان کے اصحاب کا قول ہے۔ (۵۰)

مالکیہ میں سے جن فقہاء نے اسے مکروہ کہا ہے انہوں نے سورۃ النعام کی آیت ۱۴۵ سے استدلال کیا ہے جیسا کہ دسوقی اس سلسلہ میں لکھتے ہیں کہ

جس نے بندر کے مکروہ ہونے کی رائے اختیار کی ہے اس نے اس پر اس آیت: (قل لا اجد فی ما وحاہی الا یہ) کے عموم سے استدلال کیا ہے اور اس کے ساتھ علماء کے اس مسئلہ میں اختلاف کو بھی ملحوظ خاطر رکھا ہے۔ یہ آیت تو اس کی عدم حرمت پر دلالت کرتی ہے جبکہ علماء کا اس کی عدم حرمت سے اختلاف اس بات کا متقاضی ہے کہ اسے مکروہ شمار کیا جائے۔ (۵۱)

کیا بندر درندہ صفت جانور ہے؟

علم حیوانات میں بندر کو درندوں میں شمار نہیں کیا جاتا بلکہ اسے primates میں شمار کیا جاتا ہے یعنی وہ حیوانات جن کے ہاتھ انسانوں کی طرح ہوتے ہیں اور وہ اپنے انگوٹھے اور باقی انگلیوں کی مدد سے کوئی بھی چیز انسانوں کی طرح پکڑ سکتے ہیں اور ان کی خوراک نباتات وغیرہ ہوتی ہے اور یہ گوشت خور نہیں ہوتے۔ (۵۲) اس لئے (مالکیوں کے علاوہ دیگر) فقہاء کا اس جانور کو درندوں میں شمار کرنا قابل غور ہے۔

اس کے علاوہ امام شافعی کے حوالے سے جو حدیث بیان کی گئی ہے اسے ابن قدامہ نے المغنی میں نقل کیا ہے مگر کتب حدیث میں تلاش بسیار کے باوجود اس روایت کا کوئی سراغ نہیں مل سکا اور نہ ہی ابن قدامہ کے علاوہ فقہاء نے اسے استدلال کے لئے پیش کیا ہے ورنہ اس بنیاد پر اسے قاعدہ نمبر تین کے تحت شمار کر کے اس کی حرمت پر ایک قوی رائے قائم کی جاسکتی تھی۔

تیسری دلیل کہ یہ اس لئے خبیث ہے کہ بعض قوموں کو عذاب دینے کے لئے انہیں مسخ کر کے بندروں میں تبدیل کر دیا گیا تھا بھی کمزور معلوم ہوتی ہے اس لئے بعض فقہاء کے نزدیک بعض قوموں کو مسخ کر کے گوہ کی شکل میں بھی بدلا گیا تھا مگر گوہ بہت سے فقہاء کے نزدیک حلال ہے (۵۳) اور اس کے ساتھ یہاں یہ بھی واضح رہے کہ کئی ایک فقہاء حلت و حرمت کے مسئلہ میں خبیث ہونے کے قاعدے سے اتفاق نہیں کرتے۔ اور جو اس قاعدہ کی اصولی حیثیت کو مانتے ہیں وہ کئی جانوروں پر اس کے اطلاق میں باہم مختلف رائے رکھتے ہیں یعنی ایک جانور بعض فقہاء کے نزدیک خبیث قرار دیا جاتا ہے تو بعض اسے ہی طیب قرار دے رہے ہوتے ہیں۔

ایک دلیل یہ بھی دی جاتی ہے کہ یہ چونکہ انسانوں کے بہت قریب ہے لہذا انسانوں کے ساتھ اس کی مشابہت کا احترام کرتے ہوئے اسے حرام قرار دیا جائے۔ لیکن اس دلیل کی حیثیت احتیاط اور تقویٰ کی معلوم ہوتی ہے تاکہ فتویٰ کی۔ یہ بطور لکھنے کا مقصد صرف یہ ہے کہ بندر کے بارے میں فقہاء اہل سنت کے ہاں جو اختلاف رائے پایا جاتا ہے اسے علم حیوانات کی روشنی میں بھی دیکھنا چاہئے تاکہ کسی ایک فقہی رائے کو ترجیح دینے میں مدد مل سکے۔

رچھ (bear) اور پانڈہ (ailuropoda):

جمہور فقہاء مثلاً حنفیہ، (۵۴) شافعیہ (۵۵) کے نزدیک رچھ ایک درندہ صفت حیوان ہے اور درندہ ہونے کی وجہ سے قاعدہ اصول نمبر چار کے تحت انہوں نے اسے حرام قرار دیا ہے۔ اور امام احمد سے بھی ایک رائے جسے زیادہ صحیح قرار دیا گیا ہے کے مطابق یہ درندوں میں سے ہے اس لئے حرام ہے۔ حنابلہ کی اکثریت کی یہی رائے ہے۔ (۵۶)

لیکن بعض فقہاء حنابلہ کا موقف یہ ہے کہ اگر رچھ کچلی والا جانور ہے اور کچلی سے شکار بھی کرتا ہے تو پھر یہ حرام ہے اور اگر یہ اپنی کچلی سے شکار نہیں کرتا تو پھر یہ حلال ہے۔ اس لئے کہ پھر اس کی حرمت کی کوئی دلیل باقی نہیں رہ جاتی اور مسکوت عنہ (جس مسئلہ میں شریعت خاموش ہو) میں اصل اباحت ہے۔ (۵۷)

اگر زولوجی سے مدد لی جائے تو اس مسئلہ میں جمہور کی رائے راجح معلوم ہوتی ہے اس لئے کہ رچھ درندہ صفت جانور ہے۔ سائنسی طور پر بھی اسے درندہ صفت جانوروں (carnivoras) میں شمار کیا جاتا ہے۔ (۵۸) لہذا حنابلہ میں سے جن فقہاء کا موقف یہ ہے کہ یہ حلال ہے ان کی بات کمزور ہے۔ اس

مالک الملک سنت ہر گز سر نہند بے جہان خاک صد ملکش و بد

لئے بھی کہ خود امام احمدؒ سے صحیح رائے کے مطابق اس کے درندہ ہونے کا ثبوت مروی ہے۔ اور حنابلہ کی اکثریت اسی پر ہے کہ یہ درندہ ہے اور حرام ہے۔ (۵۹)

پانڈے کے بارے میں مقالہ نگار کو فقہی ادب میں کوئی رائے نہیں ملی تاہم اجتہاد کا تقاضا یہ ہے کہ ریچھ پر قیاس کرتے ہوئے پانڈے کو بھی حرام قرار دیا جائے کیونکہ وہ بھی درندوں کے اسی خاندان سے ہے جس سے ریچھ کا تعلق ہے اور اس میں بھی وہی صفات پائی جاتی ہیں جو ریچھ میں پائی جاتی ہیں۔ (۶۰) اس لئے قاعدہ نمبر چار کا اس پر اطلاق ہونا چاہئے۔

ہاتھی:

جمہور فقہاء مثلاً حنفیہ شافعیہ اور حنابلہ (۶۱) کے نزدیک ہاتھی حرام ہے جبکہ فقہاء مالکیہ و طاہریہ کے نزدیک یہ حلال ہے جیسا کہ ابن حزمؒ لکھتے ہیں کہ

ولو امكنت ذكاة الفيل لحل اكله۔ (۶۲)

اگر ہاتھی کو ذبح کر لینا ممکن ہو جائے تو اسے کھانا بھی حلال ہے۔

ہاتھی کو حرام قرار دینے والے فقہاء اس سلسلہ میں درج ذیل دلائل پیش کرتے ہیں:

- ۱۔ یہ درندہ صفت جانور ہے اور تمام درندوں کو حدیث میں حرام قرار دیا گیا ہے۔ (۶۳) (یعنی قاعدہ اصول نمبر چار کے زیر اطلاق یہ حرام ہے)۔ مگر اس دلیل پر فقہاء ظاہریہ کی طرف سے یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ ہاتھی درندہ نہیں ہے۔ (۶۴) اس لئے اس پر قاعدہ نمبر چار کا اطلاق نہیں ہو سکتا۔
- ۲۔ ہاتھی کی حرمت کے بارے میں ایک دلیل یہ پیش کی جاتی ہے کہ یہ ان امتوں میں سے ہے جن کی شکلیں مسخ کی گئی تھیں لہذا یہ حرام ہے۔ (۶۵) (یعنی قاعدہ اصول نمبر دو کے زیر اطلاق خبیث ہونے کی وجہ سے یہ حرام ہے)۔

اس دلیل پر یہ اعتراض لاحق ہوتا ہے کہ ہاتھی کے مسوخ ہونے کی بات کسی حدیث میں بیان نہیں کی گئی۔ جو اسے مسوخ کہتے ہیں وہ اس کی تائید میں صرف حسن بصریؒ کا ایک قول ذکر کرتے ہیں۔ بلکہ امام کا سانی نے تو اس کے مسوخ ہونے کی بات صیغہ تمریض (یعنی قبل) کے ساتھ کی ہے۔ (۶۶) علاوہ ازیں اس دلیل پر یہ اعتراض بھی ہوتا ہے کہ مسخ شدہ امتوں کی نسل آگے نہیں بڑھتی جیسا کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے بندر اور خنزیر کے بارے میں پوچھا گیا

مصیبت کے وقت تو اللہ کا پتہ لگا لیتا ہے، جب وہ ختم ہوئی تو کہتا ہے راستہ کدھر ہے

کہ کیا یہ وہی لوگ ہیں جنہیں مسخ کیا گیا تھا؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: جس قوم کو اللہ تعالیٰ ہلاک کر دیں یا عذاب (مسخ) کریں تو پھر ان کی نسل آگے نہیں بڑھتی۔ جبکہ بندر اور خنزیر تو ان مسوخ لوگوں سے پہلے سے موجود ہیں۔ (۶۷)

۳۔ ہاتھی کی حرمت کی تیسری دلیل یہ پیش کی گئی ہے کہ یہ خصیث جانور ہے اور سورۃ الاعراف کی آیت (و یحرم علیہم الحیوانات) کے عموم میں شامل ہونے کی وجہ سے حرام ہے۔ (۶۸) مگر یہ خصیث کس بنیاد پر ہے یہ نہیں بتایا گیا غالباً کسی امت کے ہاتھی کی شکل میں مسخ ہونے کا قول اس کے خصیث ہونے کا قرینہ شمار کیا گیا ہے۔ (یعنی یہاں بھی قاعدہ/ اصول نمبر دو کا اطلاق کیا گیا ہے۔ دوسری طرف ہاتھی کو حلال قرار دینے والے فقہاء نے اس سلسلہ میں دو طرح کے دلائل پیش کئے ہیں:

۱۔ ہاتھی کی حلت کے بارے میں ایک دلیل جسے ابن حزم نے پیش کیا ہے یہ ہے کہ یہ نہ تو درندہ ہے اور نہ اس کی حرمت کی کوئی نص موجود ہے اس لئے یہ حلال ہے کیونکہ اشیاء میں اصل اباحت ہے۔ (۶۹) (یعنی ان کے بقول حرمت کے چاروں بنیادی اصولوں میں سے کسی کا بھی اس پر اطلاق نہیں ہوتا)۔

۲۔ اس سلسلہ میں دوسری دلیل یہ پیش کی جاتی ہے کہ محرمات وہی ہیں جو سورۃ الانعام کی آیت میں ذکر کئے گئے ہیں ان کے علاوہ چیزوں کو حرام قرار نہیں دیا جائے گا۔ لہذا ہاتھی کو بھی حرام قرار نہیں دیا جاسکتا کیونکہ اسے قرآن کی آیت محرمات میں شامل نہیں کیا گیا۔ (۷۰)

زیر نظر مسئلہ میں جمہور فقہاء نے ہاتھی کی حرمت پر قاعدہ نمبر دو اور قاعدہ نمبر چار کے تحت تین دلائل پیش کئے ہیں جن میں سے قاعدہ نمبر چار کے تحت یہی دلیل باقی رہ جاتی ہے کہ یہ درندہ ہے اور درندوں کو احادیث میں حرام قرار دیا گیا ہے۔ جبکہ دوسری طرف اسے استدلال قرار دینے والوں کی بنیادی دلیل اس کے برعکس یہ ہے کہ یہ درندہ نہیں ہے اس لئے قاعدہ نمبر چار کا اس پر اطلاق نہیں کیا جاسکتا۔

گویا اس مسئلہ میں دونوں طرف سے بنیادی دلیل اس کے درندہ ہونے یا نہ ہونے کے بارے میں ہے۔ اس سلسلہ میں اگر زولوجی سے مدد لیں تو ظاہری فقہاء جو ہاتھی کو درندہ تسلیم نہیں کرتے ان کا موقف راجح معلوم ہوتا ہے۔ اس لئے کہ علم حیوانات میں بھی ہاتھی کو درندوں میں شمار نہیں کیا جاتا بلکہ اسے ممالیہ جانوروں کی اس قسم میں شمار کیا جاتا ہے جسے (Herbivorous) یعنی سبزی خور کہا جاتا ہے۔ (۷۱) کھر والے دوسرے جانور مثلاً گھوڑا اور گدھا وغیرہ بھی اسی قسم میں شمار ہوتے ہیں اور ظاہر ہے انہیں کوئی بھی درندہ تسلیم نہیں کرتا۔

یربوع / جربوع / گلہری (Jecculus/ Jerboa/ Pika):

یربوع جسے علامۃ الناس جربوع پڑھتے ہیں اور اردو میں اسے گلہری بھی کہا جاتا ہے۔ فقہاء حنفیہ کے نزدیک یہ حرام حیوانات میں شمار کیا جاتا ہے اور انہوں نے اسے چوہے کی مانند قرار دیا ہے۔ (۷۲) لیکن یہ چوہے کی مانند نہیں بلکہ چوہے کی ایک قسم ہے جیسا کہ آگے بیان کیا جائے گا۔

فقہاء شافعیہ اور مالکیہ (۷۳) کے ہاں اسے حلال قرار دیا جاتا ہے۔ علاوہ ازیں حنابلہ کے ہاں بھی زیادہ صحیح قول اس بارے میں یہی مانا جاتا ہے کہ یہ حلال ہے تاہم امام احمد سے ایک روایت اس کی حرمت کے بارے میں بھی منقول ہے۔ (۷۴)

جربوع کو حرام قرار دینے والوں نے اپنے موقف کی تائید میں بنیادی طور پر درج ذیل دو دلائل پیش کئے ہیں:

- ۱۔ یہ درندوں میں سے ہے اس لئے حرام ہے۔ (۷۵) (یعنی قاعدہ نمبر چار کا اطلاق کیا گیا ہے)۔
 - ۲۔ بعض حنبلی فقہاء اس کی حرمت کی دلیل یہ پیش کرتے ہیں کہ یہ چوہے کے مشابہ ہے اور چوہا چونکہ حرام ہے لہذا اسے بھی حرام قرار دیا جائے گا۔ (۷۶) (یعنی قاعدہ نمبر تین کے پیش نظر یہ حرام ہے)۔
- دوسری طرف جربوع کو حلال قرار دینے والوں نے اپنے موقف کی تائید میں درج ذیل دلائل پیش کئے ہیں:
- ۱۔ اشیاء میں اصل اباحت ہے اور اس کی حرمت کی کوئی دلیل نہیں ہے۔ (۷۷) گویا ان فقہاء کے نزدیک یہ درندوں میں داخل نہیں ہے۔ اسی طرح انہوں نے اس کی چوہے سے محض مشابہت کو بھی معتبر تسلیم نہیں کیا۔

- ۲۔ اگر کوئی حالت احرام میں یربوع کو مارے تو حضرت عمرؓ نے اس کے لئے فدیہ میں بکری کا چھوٹا بچہ (یعنی جفرة) (۷۸) واجب قرار دیا تھا۔ (۷۹)

زیر نظر مسئلہ کا اگر تجزیہ کیا جائے تو فقہاء حنفیہ کا موقف اس بارے میں راجح معلوم ہوتا ہے مگر اس لئے نہیں کہ یہ درندوں میں سے ہے کیونکہ فقہاء حنفیہ کا اسے درندوں میں شمار کرنے کا دعویٰ (سائنسی نقطہ نظر سے) محل نظر دکھائی دیتا ہے۔ ایک تو اس لئے کہ اس کے درندہ ہونے پر فقہاء کی طرف سے کوئی معقول دلیل پیش نہیں کی گئی۔ اور دوسرا اس لئے کہ علم حیوانات میں بھی اسے درندوں میں شمار نہیں کیا جاتا بلکہ اسے rodentia قسم (order) کے جانوروں کے اس خاندان میں شمار کیا جاتا ہے جنہیں

محبوب کا حسن ہی عاشقوں کا مدرس بن گیا ہے۔ ان کی کتاب اور درس اور سبق اس کا چہرہ ہوتا ہے

dipodidae کہا جاتا ہے۔ اس خاندان میں پائے جانے والے حیوانات بنیادی طور پر چوہ ہوتے ہیں جیسے Birch Mice(Mouse) Jerboas ہیں۔ (۸۰)

گویا ربوع / جربوع چوہا ہونے کی وجہ سے حرام ہے اور اس کی حرمت پر قاعدہ نمبر تین کا اطلاق درست ہے۔

۲۔ پرندوں سے متعلقہ کچھ مثالیں:

درندہ صفت حیوانات کی کچھ مثالیں گزشتہ سطور میں ذکر کی گئی ہیں یہاں پرندوں کے حوالے سے ایک دو مثالیں ذکر کی جاتی ہیں۔ (۸۱)

الو:

جمہور فقہاء قاعدہ اصول نمبر چار کے تحت تمام شکاری پرندوں کو حرام قرار دیتے ہیں البتہ اس قاعدہ کے اطلاق میں بعض فقہاء نے الو کو شکاری پرندوں میں شمار نہیں کیا اور اس بنیاد پر اسے حرمت سے خارج کر دیا ہے (۸۲) مگر علم حیوانات کی رو سے یہ بھی درندہ صفت پرندوں (Predatory Birds) میں سے ہے اور جس حیوانی گروپ (Order) سے یہ تعلق رکھتا ہے اسے Strigi Formes کہا جاتا ہے۔ (۸۳) اس لئے اسے بھی قاعدہ نمبر چار کے تحت حرام قرار دیا جانا چاہئے۔

طوطا اور مور:

طوطا اور مور شوافع (۸۳) کے ہاں قاعدہ اصول نمبر دو کے تحت حرام حیوانات کی قبیل سے ہیں اس بنیاد پر کہ یہ گندی خوراک کھاتے ہیں اور خبیث ہیں۔ لیکن فقہاء حنابلہ (۸۵) چونکہ اس قاعدے کا مذکورہ پرندوں پر اطلاق نہ کرتے ہوئے فقہاء شافعیہ کی اس رائے سے اتفاق نہیں کرتے اس لئے وہ ان دونوں کو حلال کہتے ہیں۔ اگر یہاں علم حیوانات سے مدد لی جائے تو حنابلہ کی بات قوی معلوم ہوتی ہے اس لئے کہ طوطا پھل بیج اور سبزیاں وغیرہ کھانے والا پرندہ ہے۔ (۸۶)

اسی طرح علم حیوانات میں مور اور مرغی کو ایک ہی گروپ میں رکھا جاتا ہے (۸۷) اور مور کی غذا تقریباً وہی ہے جو مرغی کی ہوتی ہے۔ (۸۸) اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کے بارے میں وہی حکم ہونا چاہئے جو مرغی کے بارے میں ہے اور مرغی کو چونکہ یہ فقہاء حرام نہیں کہتے اس لئے مور بھی حرام نہیں قرار دیا جاسکتا۔

وقت محنت می بری ز اللہ بو چونکہ محنت رفت گوئی راہ کو

متولدات (Hybird):

متولدات سے مراد وہ حیوانات ہیں جو دو طرح کے حیوانات کے ملاپ سے پیدا ہوں۔ ان کی فقہی اعتبار سے درج ذیل تین قسمیں ہو سکتی ہیں یعنی:

- ۱۔ ایک صورت یہ کہ دونوں حیوان حلال ہوں۔ ایسی صورت میں متولد بھی بالاتفاق حلال ہے۔
- ۲۔ دونوں حیوان حرام یا مکروہ تحریمی کے حکم میں ہوں تو ایسی صورت میں متولد بھی بالاتفاق حرام یا مکروہ تحریمی ہوگا۔
- ۳۔ اگر ایک حرام یا مکروہ تحریمی کی قبیل سے ہو اور دوسرا مباح یا مکروہ تنزیہی ہو تو اس کے بارے میں فقہاء کا اختلاف ہے جس کی تفصیل ذیل میں دی جا رہی ہے۔

فقہاء حنفیہ کے نزدیک مذکورہ بالا تیسری قسم سے تعلق رکھنے والے جانوروں میں قاعدہ یہ ہے کہ ماں کی طبیعت کا اعتبار کیا جائے گا مثلاً خچر کو ماں کے تابع قرار دیا جائے گا یعنی اگر خچر کی ماں گدھی ہو تو پھر خچر مکروہ تحریمی ہے اور اگر اس کی ماں گھوڑی ہو تو پھر اس کے بارے میں وہی حکم ہے جو فقہاء حنفیہ میں گھوڑے کے بارے میں یعنی امام ابوحنیفہ کے نزدیک وہ مکروہ تحریمی شمار ہوگا اور صاحبین کے نزدیک مباح۔ (۸۹)

فقہاء مالکیہ بھی ماں کی تبعیت کے قاعدے کو مانتے ہیں مگر جزوی اختلاف کے ساتھ۔ مثلاً وہ کہتے ہیں کہ ایسا متولد ماں کے حلال ہونے کے باوجود صرف اس صورت میں حلال ہوگا جب وہ کسی حرام جانور کے مشابہ نہ ہو مثلاً اگر بکری کا متولد خنزیر کے مشابہ ہو تو پھر وہاں مذکورہ قاعدہ کا اعتبار نہیں کیا جائے گا۔ اسی طرح اگر گدھی بکری کو جنم دے تو وہ بکری حرام قرار پائے گی کیونکہ ماں (یعنی گدھی) حرام ہے البتہ اس بکری کی آئندہ نسل پر اس حکم کا اطلاق نہیں ہوگا۔ کیونکہ جب بکری آگے جنم دے گی تو پھر ماں چونکہ بکری ہوگی اس لئے مذکورہ قاعدہ کی رو سے اس کا متولد حلال شمار ہوگا۔ (۹۰)

حواشی و حوالہ جات

- ☆ لیکچر، ادارہ تحقیقات اسلامی بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد۔
- ۱۔ اس پانچویں اصول کا تعلق بنیادی طور پر غیر منصوص مسائل کی قبیل سے ہے، طوالت کے خوف سے اس کی تفصیل اس مضمون میں نہیں دی جارہی البتہ اس سلسلہ میں مقالہ نگار کا ایک مضمون بعنوان: غیر منصوص مسائل اور قاعدہ اباحت اصلہ، مجلہ القلم، (دسمبر ۲۰۰۹ء، ج ۱۲، ش ۱۴، ص ۷۵-۹۳، شعبہ اسلامیات، پنجاب یونیورسٹی، لاہور) میں ملاحظہ کیا جاسکتا ہے۔
 - ۲۔ البقرة: ۱۷۳۔
 - ۳۔ المائدة: ۵۔
 - ۴۔ الانعام: ۱۴۵۔
 - ۵۔ النحل: ۱۱۶، ۱۱۵۔ بقرآن مجید کی مذکورہ آیات میں خنزیر کے علاوہ مردار خون اور غیر اللہ کے نام پر ذبح کئے جانے والے حیوانات کو بھی حرام قرار دیا گیا ہے۔ مردار اور غیر اللہ کے نام پر ذبح کئے جانے والے جانور سبھی طور پر حرام ہیں (یعنی فقہی اصطلاح کے مطابق حرام لغیرہ) اس لئے اس بحث میں شامل نہیں کیا جا رہا۔
 - ۶۔ دیکھئے، ابو عبد اللہ محمد بن ابی بکر القرطبی (م ۶۷۱ھ)، الجامع لاحکام القرآن، الریاض، دار عالم الکتب، ۱۴۲۳ھ، ج ۲، ص ۲۲۲، حصص، ابو بکر احمد بن علی الرازی (م ۳۷۰ھ)، الجامع لاحکام القرآن، بیروت دار احیاء التراث العربی، ۱۴۰۵ھ، ج ۱، ص ۱۵۳: محمود بن عبد اللہ شہاب الدین الالوسی، (م ۷۴۰ھ)، روح المعانی فی تفسیر القرآن العظیم والسبع المثانی، بیروت دار الثقافة، ۱۳۸۳ھ، ج ۲، ص ۵۹۔
 - ۷۔ مثلاً دیکھئے: قرطبی، ج ۲، ص ۲۲۲، ابو محمد علی بن احمد ابن حزم، (م ۴۵۶ھ)، مراتب الاجماع فی العبادات والمعاملات والاعتقادات، بیروت، دار الکتب العلمیہ، س، ن، ص ۱۳۸-۱۳۹، اولی، بیروت، دار الفکر، س، ن، ج ۷، ص ۳۸۸۔
 - ۸۔ داؤد بن علی الظاہری تیسری صدی ہجری (م ۲۷۰ھ) کے معروف فقیہ ہیں۔ قرآن و سنت کے ظاہر تک محدود رہنے اور قیاس کی نفی کرنے کے سبب آپ کو ظاہری کہا جاتا ہے۔ فرقہ ظاہریہ آپ ہی کی طرف منسوب ہے۔ (دیکھئے: خیر الدین بن محمود الزرکلی، (م ۹۶۱ھ)، الاعلام، دمشق و دار العلم للملاہین، ۲۰۰۲ء، ج ۲، ص ۳۳۳)۔
 - ۹۔ مصطفیٰ السیوطی الرضوی، (م ۱۲۳۳ھ)، مطالب اولی النہی فی شرح غایۃ النہی، بیروت، المکتب الاسلامی، ۱۹۶۱ء، ج ۶، ص ۳۲۱۔

قرب کے لئے اوپر یا نیچے جانا نہیں ہے، اللہ کا قرب وجود کی قید سے چھوٹا ہے۔

- ۱۰۔ روح المعانی، ج ۲، ص ۴۲۔
- ۱۱۔ مراتب الاجتماع، ص ۱۴۸-۱۴۹، المجلد، ج ۷، ص ۳۸۸۔
- ۱۲۔ سورة الاعراف: ۱۵۷۔
- ۱۳۔ دیکھئے: ابن کثیر اسماعیل بن عمر الدمشقی، (م ۷۷۷ھ)، تفسیر القرآن العظیم، بیروت، دار الفکر، ۱۹۹۴ء، ج ۳، ص ۴۳۹، و احمد بن عبد الحليم ابن تیمیہ (م ۷۲۸ھ)، مجموع الفتاوی، السعودیہ العربیہ، مکتبہ ابن تیمیہ، سن، ن، ج ۱۷، ص ۱۷۸، ج ۱۹، ص ۲۴۔
- ۱۴۔ ابو بکر مسعود بن احمد الکاسانی، (م ۵۸۷ھ)، بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، بیروت، دار الکتاب العربی، ۱۹۸۲ء، ج ۵، ص ۳۶۔
- ۱۵۔ عثمان بن علی بن محسن الزبیلی، (م ۴۳۷ھ)، تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق، القاہرہ، دار الکتاب الاسلامی، ۱۳۱۳ھ، ج ۵، ص ۲۹۵، بدائع الصنائع، ج ۵، ص ۴۰، محی الدین بن شرف النووی، (م ۶۷۶ھ)، المجموع شرح المہذب، بیروت، دار الفکر، سن، ن، ج ۹، ص ۱۹، و ابن قدامہ عبد اللہ بن احمد (م ۵۴۱ھ)، المغنی والشرح الکبیر، مصر، مطبعۃ المنار، ۱۳۳۸ھ، ج ۱۱، ص ۷۱۔
- ۱۶۔ ابو داؤد سلیمان بن اشعث البستانی، (م ۲۷۵ھ)، السنن (سن ابی داؤد)، بیروت، دار احیاء التراث الاسلامی، ۱۴۲۱ھ، ص ۶۳۹، (بذیل: کتاب الاطعمۃ باب فی اکل لحوم الخیل، حدیث نمبر ۳۷۸۶)۔
- ۱۷۔ اس روایت کو ابن حزم نے اپنی سند کے ساتھ روایت کیا ہے، دیکھئے: المجلد، ج ۷، ص ۴۰۸۔
- ۱۸۔ المجموع شرح المہذب، ج ۹، ص ۱۸-۱۹: مطالب اولی النسخ، ج ۶، ص ۳۳۳-۳۳۳، و المغنی والشرح الکبیر، ج ۱۱، ص ۶۸۔
- ۱۹۔ ابن عابدین محمد امین بن عمر بن عبد العزیز (م ۱۲۵۲ھ)، رد المحتار علی الدر المختار (المعروف بسخاویہ ابن عابدین)، بیروت، دار الفکر، ۲۰۰۰ء، ج ۶، ص ۳۰۴، و تبیین الحقائق، ج ۵، ص ۲۹۴۔
- ۲۰۔ المجموع للنووی، ج ۹، ص ۱۷-جلال الدین محمد بن احمد المجلد، (م ۶۸۳ھ)، شرح المنہاج، مطبعۃ عامرہ، ۱۲۹۴ھ، ج ۲، ص ۲۷۲، النووی، روضۃ الطالبین وعمدة المستقین، بیروت، الملک الاسلامی، ۱۴۰۵ھ، ج ۳، ص ۲۷۱۔
- ۲۱۔ المغنی، ج ۱۱، ص ۶۶۔
- ۲۲۔ المجلد، ج ۷، ص ۳۹۸۔
- ۲۳۔ محمد بن اسماعیل البخاری (م ۲۵۶ھ)، صحیح البخاری (الجامع الصحیح المہذب المختصر من امور رسول اللہ وسننہ وایامہ)، الریاض، دار السلام، ۱۴۱۷ھ، ص ۱۱۹۴، (بذیل: کتاب الذبايح والصید باب اکل کل ذی ناب من

مالک الملک ست ہر کش سر نہد بے جہان خاک صد ملکش دہد

السباع، حدیث نمبر (۵۵۳)، مسلم بن الحجاج القشیری (م ۲۶۱ھ)، صحیح مسلم، الریاض، دارالسلام، ۲۰۰۲ء، ص ۸۶۳، (بذیل: کتاب الصيد والذبايح باب تحريم اكل كل ذي ناب من السباع وكل ذي مخلب من الطير، حدیث نمبر ۱۹۳۲)، محمد بن عیسیٰ الترمذی (م ۲۷۹ھ)، الجامع / السنن (سنن الترمذی)، دارالسلام، الریاض، ۱۴۲۰ھ، ص ۳۵۹، (بذیل: کتاب الاطعمه باب ما جاء في كراهية كل ذي ناب وذي مخلب، حدیث: ۱۴۷۹) و احمد بن شعيب بن علي النسائي (م ۳۰۳ھ)، السنن، الریاض دارالسلام، ۲۰۰۲ء، ص ۶۰۲، (بذیل: کتاب الصيد والذبايح باب تحريم اكل السباع، حدیث نمبر ۴۳۲۹)۔

۲۴۔ مسلم، ۸۶۳، (بذیل: کتاب الصيد والذبايح باب تحريم اكل كل ذي ناب من السباع و كل ذي مخلب من الطير، حدیث ۱۹۳۲)

۲۵۔ ایضاً، حدیث نمبر ۱۹۳۳، النسائي، ایضاً، حدیث نمبر ۴۳۲۹۔

۲۶۔ الترمذی، ص ۳۵۹، (بذیل: کتاب الاطعمه باب ما جاء في كراهية كل ذي ناب وذي مخلب، حدیث ۱۴۷۹)

۲۷۔ ایضاً، حدیث نمبر ۱۴۷۸۔

۲۸۔ ابوداؤد، ص ۶۲۱، (بذیل: کتاب الاطعمه باب النهي عن اكل السباع، حدیث نمبر ۳۸۰۰)۔

۲۹۔ محمد بن کرم بن منظور ابن منظور (م ۷۱۷ھ)، لسان العرب، بیروت، دار صادر، سن ۱، ج ۱، ص ۷۷۷ و المعجم الوسيط، مصر، مجمع اللغة العربية، سن ۲، ج ۲، ص ۹۶۶۔

۳۰۔ ایضاً، ج ۸، ص ۱۴۶، المعجم الوسيط، ج ۱، ص ۴۱۴۔

۳۱۔ رد المحتار علی الدر المختار، ج ۱، ص ۲۲۳، تبیین الحقائق، ج ۵، ص ۲۹۴، المجموع، ج ۹، ص ۱۳۔

۳۲۔ ہرن کی نسل میں بعض قسمیں ایسی ہیں جن کی کچلیاں ہوتی ہیں۔ مشک ہرن جس سے کستوری حاصل ہوتی ہے وہ بھی کچلی والا ہوتا ہے (دیکھئے: t.j.roberts, the mammals of

pakistan, london, emest benn. lited, 1977, pp 241, 243.)

۳۳۔ مجد الدین فیروز آبادی، (م ۸۱۷ھ)، القاموس المحیط، مصر، دارالمامون، ۱۳۵۷ھ، ج ۱، ص ۱۹۶ و ابن منظور، ج ۱، ص ۳۶۳۔

۳۴۔ تبیین الحقائق، ج ۵، ص ۲۹۴، علم حیوانات کی رو سے درندہ صفت پرندوں کو predatory birds (یعنی شکار کرنے والے پرندے) کہا جاتا ہے۔ (دیکھئے: جامع اردو انسائیکلو پیڈیا (حصہ سائنسی علوم)، نئی دہلی، قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، حکومت ہند، ۲۰۰۵ء، ج ۶، ص ۲۹۶)۔

۳۵۔ الحکلی، ج ۷، ص ۴۰۵۔

۳۶۔ محمد بن یوسف بن ابی القاسم، (م ۸۹۷ھ)، التاج والاکیل المختصر، بیروت، دار الفکر، ۱۳۹۸ھ، ج ۳، ص ۳۶

جواس خدا کے سامنے سر رکھ دے وہی بادشاہ ہے۔ خاکی دنیا کے علاوہ وہ سینکڑوں سلطنتیں عطا کرتا ہے

علمی و تحقیقی مجلہ فقہ اسلامی ﴿۵۶﴾ شوال المکرم ۱۴۳۴ھ ۲۵ اگست ۲۰۱۳ء

ص ۲۳۵، محمد بن عرفۃ الدسوقی، (م ۲۳۰ھ)، حافیۃ الدسوقی علی الشرح الکبیر علی مختصر ظلیل، بیروت، دار الفکر، سن، ج ۲، ص ۱۱۷، القرطبی، ج ۷، ص ۱۱۷ و محمد بن احمد بن محمد ابن رشد، (م ۵۹۵ھ)، بدایۃ المجتہد، مصر، مطبعة الجمالیة، ۱۳۲۹ھ/ بیروت، دار الفکر، سن، ج ۱، ص ۳۸۰۔

۳۷۔ مالک بن انس (م ۱۹۳ھ)، الموطا، المغرب، دار المنثور الآفاق الجدیدة، ۱۴۲۰ھ، ص ۴۴۲ (بذیل: کتاب الصيد باب تحریم اکل کل ذی ناب من السباع، حدیث نمبر ۱۳-۱۴) واضح رہے کہ الموطا کے بعض نسخوں میں یہ عبارت نہیں ہے۔

۳۸۔ تفسیر القرطبی، ج ۷، ص ۱۱۷-۱۱۸۔

۳۹۔ سورہ الانعام: ۱۴۵۔

۴۰۔ تفسیر القرطبی، ج ۷، ص ۱۱۶۔

۴۱۔ ایضاً، ج ۷، ص ۱۱۹۔

۴۲۔ محمد بن یزید القزوینی ابن ماجہ (م ۲۷۵ھ)، السنن، (سنن ابن ماجہ)، بیروت، دار المعرفۃ، سن، ج ۴، ص ۴۱۹، (بذیل: کتاب الاطعمۃ باب الکبد والطحال، حدیث نمبر ۳۲۱۴)، نیز ج ۳، ص ۳۷۰ (بذیل: کتاب الصيد باب صید الحسبان والجراد، حدیث نمبر ۳۲۱۸) و احمد بن حنبل (م ۲۴۱ھ)، المسند (مسند احمد)، بیروت، المکتب الاسلامی، سن، ج ۲، ص ۹۷۔

۴۳۔ بدائع الصنائع، ج ۵، ص ۳۷، المجموع، ج ۹، ص ۱۷، والمغنی والشرح الکبیر، ج ۱۱، ص ۶۷۔

۴۴۔ المغنی، ج ۷، ص ۴۳۰۔

۴۵۔ المغنی، ج ۱۱، ص ۶۷۔

۴۶۔ بدائع الصنائع، ج ۵، ص ۳۷، المغنی، ج ۱۱، ص ۶۷ و المجموع، ج ۹، ص ۱۷۔

۴۷۔ المغنی، ج ۷، ص ۴۳۰۔

۴۸۔ حافیۃ الدسوقی، ج ۲، ص ۱۱۷-۱۱۹۔

۴۹۔ ابن الحاجب (عثمان بن عمر ابی بکر) چھٹی و ساتویں صدی ہجری (۵۷۰-۶۳۶ھ) کے مشہور مالکی فقیہ اور بڑے عربی دان تھے۔ آپ کی تصانیف میں سے نحو میں الکافیہ اور صرف میں الشافیۃ نہایت مشہور ہیں۔ (الترکلی، ج ۴، ص ۲۱۱)۔

۵۰۔ حافیۃ الدسوقی، ج ۲، ص ۱۱۷-۱۱۹۔

۵۱۔ ایضاً، ص ۱۱۸، واضح رہے کہ حضرت عائشہؓ، حضرت عبداللہ بن عمرؓ، حضرت عبداللہ بن عباسؓ، حضرت سعید بن جبیرؓ اور شعبیؓ کے حوالے سے یہ منقول ہے کہ ان کے نزدیک ذونا ب من السباع یعنی کچلی سے شکار کرنے

مارمیت اذرمیت،، خواندہ لیک جسبی در تحری ماندہ

والے جانور) حرام نہیں بلکہ مباح ہیں۔ (دیکھئے: المغنی، ج ۱۱، ص ۶۶، تفسیر القرطبی، ج ۷، ص ۱۱۷)۔

۵۲۔ t.j.roberts, pp 85\90

۵۳۔ حاشیہ الدوسقی، ج ۲، ص ۱۳۷، المجموع، ج ۹، ص ۱۲، المغنی، ج ۱۱، ص ۸۱ و بدائع الصنائع، ج ۵، ص ۳۷۔

۵۴۔ بدائع الصنائع، ج ۵، ص ۳۹۔

۵۵۔ المجموع، ج ۹، ص ۱۲ و شرح المنهاج، ج ۲، ص ۲۷۲۔

۵۶۔ علاء الدین علی بن سلیمان المرادوی (م ۸۸۵ھ)، الانصاف فی معرفۃ الرائج من الخلاف علی مذهب

الامام احمد بن حنبل، بیروت، دار احیاء التراث العربی، ۱۴۱۹ھ، ج ۱۰، ص ۲۶۷۔

۵۷۔ المغنی، ج ۱۱، ص ۶۸۔

۵۸۔ اسے درندوں (Carnivoras) کے Ursidae خاندان میں شمار کیا جاتا ہے۔ (دیکھئے:

t.j.roberts, p 107 don e.wilson and dee ann m.reeder
mammal species of the world, washington and
london, smithsonian institution press, 1993, p 336)

۵۹۔ الانصاف، ج ۱۰، ص ۲۶۷۔

۶۰۔ (دیکھئے: don e. wilson and dee ann m.reeder, p336) واضح رہے کہ

پانڈے کے لئے سائنسی نام ailuropoda استعمال کیا جاتا ہے۔ (ایضاً)

۶۱۔ بدائع الصنائع، ج ۵، ص ۳۷، تبیین الحقائق، ج ۵، ص ۲۹۵، المجموع، ج ۹، ص ۷۷ و المغنی، ج ۱۱، ص ۶۷،

ج ۱۰، ص ۳۵۶۔

۶۲۔ المنکحی، ج ۷، ص ۴۰۳۔

۶۳۔ بدلیہ الجہد، ج ۱، ص ۳۷۸، بعض فقہاء نے اس کے درندہ ہونے کی یہ دلیل پیش کی ہے کہ اس کی کچلیاں

ہوتی ہیں بلکہ تمام جانوروں سے بڑی کچلیاں اسی کی ہوتی ہیں۔ (دیکھئے: المغنی، ج ۱۱، ص ۶۷)۔

۶۴۔ المنکحی، ج ۷، ص ۴۰۳۔

۶۵۔ المغنی، ج ۱۱، ص ۶۷۔

۶۶۔ بدائع الصنائع، ج ۵، ص ۳۷۔

۶۷۔ مسلم، کتاب القدر باب بیان ان الاجال والا رزاق وغیرہا لا تزید ولا تنقص عما سبق بہ القدر، ص ۱۱۶۰،

حدیث نمبر ۲۶۶۳) و احمد، ج ۱، ص ۳۹۰۔

۶۸۔ المغنی، ج ۱۱، ص ۶۷۔

تو نے نہیں پھینکا جب کہ پھینکا تو نے پڑھا ہے، لیکن تو ایک جسم ہے انکل میں پھنسا رہا ہے

علمی و تحقیقی مجلہ فقہ اسلامی ﴿ ۵۸ ﴾ شوال المکرم ۱۴۳۴ھ ☆ اگست ۲۰۱۳ء

- ۶۹۔ المخلی، ج ۷، ص ۳۰۳۔
- ۷۰۔ بدایۃ المجتہد، ج ۱، ص ۳۸۷ و تفسیر القرطبی، ج ۷، ص ۱۱۶، مگر اس آیت سے یہ استدلال امام ترمذی کے بقول بھی نہایت کمزور ہے۔
- ۷۱۔ علم حیوانات میں ہاتھی کو متفقہ طور پر (Herbivora) یعنی سبزی خور جانوروں میں شمار کیا جاتا ہے۔ یہ وہ جانور ہیں جو اکثر و بیشتر نباتات کھاتے ہیں۔ ان کی کئی اقسام ہیں جن میں سے ہاتھی کا تعلق جس قسم (order) سے ہے اسے proboscidea کہا جاتا ہے۔ ایک قسم جسے artiodactyla کہا جاتا ہے ان میں بھی بکریاں اور ہرن وغیرہ شامل ہیں (دیکھئے: don e.wilson and dee ann m.reeder, p.367\377.webster"s revised unabridged dictionary, word.herbivora. گویا سبزی خور ہونے کے بعد ہاتھی کا تعلق ہرن اور بکریوں وغیرہ سے بھی قریب تر ہے جو اس کے حلال ہونے کا ایک مزید قرینہ یا تائیدی ثبوت ہے۔
- ۷۲۔ رد المحتار علی الدر المختار، ج ۶، ص ۳۰۶۔
- ۷۳۔ المجموع، ج ۹، ص ۱۱، وحاشیۃ الدسوقی، ج ۲، ص ۱۱۷، ۱۸۰۔
- ۷۴۔ الانصاف، ج ۱۰، ص ۲۷۱، والمغنی، ج ۱۱، ص ۷۰۔
- ۷۵۔ رد المحتار علی الدر المختار، ج ۶، ص ۳۰۶ و علماء الہند، الفتاویٰ الہندیہ، القاہرہ، مطبعۃ العامرۃ، ۱۲۷۲ھ، ج ۵، ص ۲۵۵۔
- ۷۶۔ المغنی، ج ۱۱، ص ۷۰۔
- ۷۷۔ ایضاً۔
- ۷۸۔ روایات میں جفرۃ کا لفظ ہے جو اہل لغت کے ہاں بکری کے چار یا پانچ ماہ کے بچے کے لئے بولا جاتا ہے۔ (دیکھئے لسان العرب، ج ۴، ص ۱۴۲)۔
- ۷۹۔ المغنی، ج ۱۱، ص ۷۰۔
- ۸۰۔ t.j.roberts, p.236\242.
- ۸۱۔ اس سلسلہ میں تفصیلات کے لئے دیکھئے مقالہ نگار کا ایک مضمون: ”حلال اور حرام پرندے“ در: مجلہ، تحقیقات اسلامی، علی گڑھ، ۲۰۰۹ء۔
- ۸۲۔ رد المحتار علی الدر المختار، ج ۶، ص ۳۰۶ و الموسوعۃ الفقہیۃ الکویت، الکویت، وزارة الاوقاف والشؤون الاسلامیۃ، ۱۴۲۷ھ، ج ۵، ص ۱۳۷۔
- ۸۳۔ grizmek"s animal life encyclopedia, new york, gale group, vol

ہر کجا آب رواں غنچہ بود ہر کجا اشک رواں رحمت بود

علمی و تحقیقی مجلہ فقہ اسلامی ﴿ ۵۹ ﴾ شوال المکرم ۱۴۳۴ھ ☆ اگست ۲۰۱۳ء

9, p 331, واضح رہے کہ جامع اردو انسائیکلو پیڈیا (حصہ سائنسی علوم) میں الو کو درندہ تو شمار کیا گیا ہے مگر

اس کے گروپ کا نام raveners بتایا گیا ہے مگر درست وہی ہے جو grizmek میں ہے۔ اس لئے

کہ مؤخر الذکر مصدر زیادہ مستند ہے۔

۸۴۔ المجموع، ج ۹، ص ۱۸-۱۹۔

۸۵۔ مطالب اولی النہی، ج ۶، ص ۳۳۱-۳۳۳۔

۸۶۔ دیکھئے: t.j.roberts, the birds of pakistan, oxford, university

vol 1, p 435, grizmek's animal life encyclopedia, vol press, 1919

9, p 275

۸۷۔ دیکھئے: امین معلوف امین (باشا) بن فہد بن اسعد (م ۱۳۶۲ھ) معجم الحیوان، القاہرہ، ہدیۃ المقطف،

grizmek's animal life encyclopedia, vol 8, p 399. ۱۸۵ء، ۱۹۳۲ء

۸۸۔ دیکھئے: the birds of pakistan, vol 1, p 247

۸۹۔ رد المحتار علی الدر المختار، ج ۶، ص ۳۰۵ و تبیین الحقائق، ج ۵، ص ۲۵۹۔

۹۰۔ ابو الولید سلیمان بن خلف الباجی، (م ۴۷۷ھ)، المثنیٰ شرح موطا، مصر مطبعۃ السعادة، ۱۳۳۲ھ، حاشیہ

الدسوقی ج ۲، ص ۱۳۷، بدلیۃ المجتہد، ج ۱، ص ۳۸۱، محمد بن عبداللہ الخرشنی (م ۱۱۰۷ھ)، شرح الخرشنی علی مختصر

خلیل، بیروت، دار الفکر سن، ج ۳، ص ۲۵ و الموسوعة الفقهیہ، ج ۵، ص ۱۴۵، واضح رہے کہ فخر کے بارے

میں مالکیوں کے دو قول ہیں۔ معتبر قول یہ ہے کہ یہ حرام ہے جبکہ دوسرا قول یہ ہے کہ یہ مکروہ ہے۔ (ایضاً)

مفتی محمد رفیق الحسنی صاحب کی

ہجرت سے لیکر آج تک مدینہ منورہ میں ہونے والے

ارتقائی مراحل کے ذکر پر مشتمل جامع کتاب

تاریخ مدینہ شائع ہوئی

﴿ ناشر ﴾

جامعہ اسلامیہ مدینہ العلوم گلستان جوہر بلاک ۱۵۔ کراچی

جب آسمان سے پانی برستا ہے تو زمین پر پھول اور غنچے کھلتے ہیں اور جب آنسو جاری ہوتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کی رحمت برسی ہے

القسم العربى

مجلة الفقه الاسلامى

تصدر من

الأكاديمية الفقه الاسلامى المعاصر

ص ١٧٧٧ كلش. (فصل)

كاتشى باكستان

رئيس التحرير

الاستاذ الدكتور / نور احمد شاه تاز

☆.....

مساعد رئيس التحرير

الدكتور محمد صحت خان

الاستاذ غلام نصير الدين نصير

فهرس الموضوعات

مبادئ أساسية فكرية و عملية فى التقريب بين المذاهب

٦١

الاستاذ الدكتور يوسف القرضاوى